اکائی ۲

ترجمہ نگاری کے بنیادی اصول اور اس کے اہم قواعد

اکائی کے اجزاء

(1) مقصد

(2) تمہید

(3) ترجمہ نگاری کے اصول و ضوابط

(4) موضوعات کے اعتبار سے ترجمہ کے اصول

(5) ادبی ترجمہ کے اصول

(6) علمی ترجمہ کے اصول

(7) ترجمہ کے مناہج

(8) خلاصہ

(9) سوالات

مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلباء

- ترجمہ کے بنیادی اصولوں اور ضوابط سے واقف ہو جائینگے۔
- ترجمہ کے مختلف موضوعات کے اعتبار سے واقع ہونے والی تبدیلیوں کا انہیں علم ہوگا۔
- علمی ترجمہ اور ادبی وفنی ترجمہ کے اصولوں سے وہ واقف ہونگے۔
- ترجمہ نگاری کے عمومی تقاضوں سے وہ واقف ہونگے۔
- ترجمہ نگاری کے مناہج سے انہیں واقفیت حاصل ہوگی۔

تمہید

موجودہ دور میں جبکہ ترجمہ کو باقاعدہ فن کا درجہ حاصل ہو گیا ہے اور اس حوالے سے بہت سے اصول اور نظریات سامنے آچکے ہیں۔ ان اصول و ضوابط کو حتمی تو نہیں کہا جا سکتا البتہ یہ بنیادی اصول ترجمہ کرنے والے کی رہنمائی کا کام ضرور دیتے ہیں، لہٰذا مترجمین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان اصول و قواعد اور ترجمے کے مناہج اور علمی نظریات کو مد نظر رکھیں تاکہ وہ ترجمہ نگاری کے فرائض صحیح طور پر انجام دے سکیں، نیز ان کے علاوہ ترجمہ کے عمومی تقاضوں کا جاننا بھی بے حد ضروری ہے تاکہ دوران ترجمہ ان کی رعایت کی جا سکے، اس اکائی میں ان امور کو زیر بحث لایا گیا ہے ۔

ترجمہ نگاری

اصول وضوابط

فن ترجمہ کے اصول و قواعد' طریقہ کار کے حوالے سے اختلاف ابتداء ہی سے رہا ہے۔تاہم ناقدین اور مترجمین نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے اس سلسلہ میں کئی وضاحتیں کی ہیں جس کے نتیجے میں چند ایک اصول و قواعد سامنے نظر آتے ہیں ان اصول وضوابط کو حتمی تو نہیں کہا جا سکتا البتہ یہ بنیادی اصول ترجمہ کرنے والے کی راہ میں جگنو کی سی روشنی کا کام ضرور دیتے ہیں۔

الفاظ اور عبارت کا ترجمہ کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ اصول بیان کیے گئے ہیں ،الفاظ کا ترجمہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ :

۱) الفاظ کا ترجمہ صحیح ہونا چاہیے۔

۲) حتی الامکان عام فہم ہونا چاہیے۔

۳) سبک اور خوبصورت ہونا چاہیے۔

ترجمے کے عمل میں پہلا درجہ الفاظ کے صحیح ترجمے تک رسائی ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے الفاظ تلاش کئے جائیں جو اصل متن کی صحیح ترجمانی کرتے ہوں، عام فہم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو بادیٔ النظر میں ہی زیادہ غور وفکر کئے بغیر ہی متن کے مفہوم کی ترسیل اور ابلاغ کی صلاحیت رکھتے ہوں ، جہاں تک الفاظ کے سبک اور خوبصورت ہونے کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ترجمہ کرتے وقت ثقیل اور بھاری بھر کم الفاظ کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے تاکہ مطلب کی وضاحت اور اظہار کی قوت میں مُشکل پیش نہ آئے۔

لفظی ترجمے کا عمل اتنا سادہ اور آسان نہیں ہے کیونکہ ہر لفظ کا اپنی تہذیبی ثقافتی پس منظر ہوتا ہے۔کسی لفظ کی مخصوص فضا سے وابستگی کو سمجھے بغیر اس کا ترجمہ متبادل لفظ کے طور پر استعمال کر دینا' ابہام پیدا کر سکتا ہے۔

ترجمے کا یہ عمل اس وقت اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے جب دو زبانوں Source Language اور Target Language دونوں کا تعلق لسانی حوالے سے مختلف ہو ۔ کیونکہ ہر زبان کے الفاظ ،معنی ، صوت اور گرامر کے ڈھانچے میں اختلاف کے باعث جملوں کی ساخت اور ان کے استعمال کے طریقۂ کار میں تبدیلی آجاتی ہے ، جسطرح کہ انگریزی اور اردو زبان ایک دوسرے سے لسانی تناظر میں مختلف ہیں جبکہ اردو زبان اور عربی وفارسی زبانیں لسانی اشتراک رکھتی ہیں۔

زبانیں ایک دوسرے کے قریب ہوں تو ترجمہ اتنا زیادہ مشکل نہیں رہتا جیسے فارسی اور عربی کی تخلیقات کو اُردو میں یا اس کے برعکس ترجمہ کرتے وقت زیادہ دشواری اس لئے پیش نہیں آتی کہ جملوں کی ساخت مختلف ہونے کے باوجود اُردو کا ذخیرۂ الفاظ زیادہ تر انہی دو زبانوں سے آیا ہے''۔

چناں چہ اگر (S.L) اور (T.L) دونوں کا تعلق ایک ہی لسانی گھرانے سے ہو تو ترجمہ کرنے میں کچھ زیادہ دقت پیش نہیں آتی۔ لیکن جب دو زبانوں کا لسانی تعلق مضبوط نہ ہو تو ایسی صورت میں مشکل پیش آتی ہے یہ صورتحال ترجمہ نگاری میں چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ایسے میں مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ S.L اورT.L دونوں پر عبور رکھتا ہو۔ دونوں زبانوں کی لسانی باریکیوں سے آگاہی رکھتا ہو۔ادبی متن کے حوالے سے خاص طور پر جملے کی ساخت' محاورے کے استعمال میں مشاق ہو۔مترجم معنی اور مفہوم کو اچھے انداز سے ترجمہ کرے تاکہ ترجمہ کی جانے والی زبان(T.L) کو اسلوب کی تازگی میسر آسکے۔

عبارت کا ترجمہ کرنے کے لیے پانچ بنیادی اصول ہیں۔

۱) ترجمہ حتی الامکان تحت اللفظ ہو ' اصل عبارت کا محض خلاصہً مطلب نہیں ہونا چاہئے۔

۲) ترجمہ حتی الامکان محاورۂ زبان کے مطابق ہونا چاہیے۔

۳) الفاظ کے وزن اضافی اورابواب کی خاصیات کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ اصل عبارت میں ان کی جو اضافی اہمیت ہے وہ ترجمے میں باقی رہے۔

۴) حتی الامکان ایسے الفاظ کے ترجمے سے گریز کرنا چاہیے جن کے مترادفات پہلے سے موجود نہ ہوں۔زبان کو وسعت دینے کا طریقہ یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر لفظ کا مترادف تلاش کرنے کی کوشش کی جائے خواہ وہ مترادف نا مانوس ہی کیوں نہ ہو۔

۵) اصل عبارت میں .جملہ اگر اس قدر پیچیدہ اور لمبا ہو کہ اس کے تحت اللفظ ترجمہ کرنے سے معنی میں الجھاؤ پیدا ہو تو ایسی صورت میں جملے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر لینا چاہئے۔

فرانسیسی شاعر اور مترجم' Dolet Etienne نے (۱۵۴۰) میں فن ترجمہ نگاری کے پانچ بنیادی اصول وضع کیے کہ کس طرح سے ایک سے دوسری زبان میں ترجمے کا عمل بہتر بن سکتاہے۔

۱۔ مترجم کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اصل متن کے خیال (Sense) اور مطالب (Meaning) کا بغور جائزہ لے۔

۲۔ مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ دونوں زبانوں Source Language – Target Language پر مکمل عبور رکھتا ہو۔

۳۔ مترجم کو لفظی ترجمے (Word for word Translation) سے گریز کرنا چاہیئے۔

۴۔ مترجم کو چاہیئے کہ وہ روز مرہ کی زبان کو استعمال کرے۔

۵۔ مترجم کو آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ درست آہنگ (Correct tone) کے لیے مناسب الفاظ کا چناؤ کرے۔

فرانسیسی شاعر' مترجم Dolet Etinne کے بیان کردہ مذکورہ بالا اصولوں کے مطابق ضروری ہے کہ متن کے خیال او رمطالب پر توجہ دی جائے۔ مترجم کو دونوں زبانوں (S.L) اور (T.L) پر عبور حاصل ہو،

Dolet کے بیان کردہ اصول کے مطابق ایک نئی بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ مترجم کو لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں کرنا چاہیئے ۔ گویا Dolet آزاد ترجمے کے حق میں ہیں اور وہ مترجم پر زیادہ پابندیاں لگانے کے قائل نہیں ہیں' وہ مترجم کو اس بات کی آزادی دیتے ہیں کہ مترجم کو چاہیئے وہ مشکل زبان میں ترجمہ کرنے کی بجائے عام بول چال کی زبان کو استعمال کرے اور اس کا الفاظ کے انتخاب کے سلسلے میں یہ رویہ ہو کہ وہ جو الفاظ ترجمے میں استعمال کرے گا اس سے اسلوب اظہار میں روانی پیدا ہو نہ کہ مشکل ۔

۱۷۹۰ء میں Alexander Faser Tytler نے اپنے ایک مضمون " Essay on the principles of Translation" میں لکھا ہے کہ :

"That, in which the merit of the original work is so compeletely transfused into another language, as to be as distintly apprehended, and as strongly felt, by a native of the country to which that language belongs, as it is by those who speak the language of the original work".

Tytler مزید بتاتے ہیں کہ ایک کامیاب ترجمے کے لیے تین نکات بہت اہم ہیں۔

1. Give a complete transcript of the ideas and sentiments in the original passage.

2. Maintain the character of the style.

3. Have the ease and flow of the original text.

الیگزینڈر فاسٹر ٹیٹلر نے ترجمہ کے ضمن میں اصل زبان کی اہمیت اور خاصیت کو بحال رکھنے پر زور دیتے ہیں کہ (S.L) کا مقامی /علاقائی تاثر ختم نہیں ہوتا چاہیئے جس کے لیے وہ زور دیتے ہیں کہ:

- ترجمہ مکمل طور پر اصل متن کے خیالات اور جذبات کی نمائندگی کرتا ہو۔
- اس کے لیے اسلوب کی خاصیت کا برقرار رہنا ضروری ہے۔
- اصل متن کی عبارت جیسی روانی اور سلاست کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

ترجمہ کے اصول

موضوعات کے اعتبار سے

اب ہم ترجمہ کے مواد کے موضوعات بدل جانے سے ترجمہ نگاری کے اسالیب اور اصولوں میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ موضوعات بدل جانے سے ترجمہ نگاری کے اسالیب اور اصولوں میں تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں، چنانچہ ادبی ترجمہ کے اصول علمی ترجمہ سے مختلف ہیں، اسی طرح سے نثر کے ترجمہ کا اسلوب منظوم ترجمہ سے مختلف ہوتا ہے۔

ادبی ترجمہ کے اصول:

ادبی ترجمہ سے مراد ادبی شہ پاروں مثلا ناول ، افسانہ ، ڈرامہ ، مضامین ، اور ان سب سے بڑھ کر اشعار و قصائد و دیگر اصناف سخن کا ترجمہ کرنا ہے۔

ادبی ترجمہ ترجمہ نگاری کی ایک مشکل ترین قسم ہے جس میں الفاظ کے ساتھ ساتھ متن کی روح اور کیفیات ، ادیب کے احساسات و جذبات کو بھی مطلوبہ زبان میں منتقل کرنا ہوتا ہے تاکہ قاری پر وہی اثر مرتب ہو جو اصل متن پڑھنے کے بعد ہوتا ہے۔

ادبی ترجمہ اپنی ساخت کے اعتبار سے بنیادی طور پر دو خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1) نثر (۲) نظم

فن ترجمہ نگاری میں شاعری کے ترجمے میں بہت سی مشکلات در پیش ہوتی ہیں۔ کیونکہ بلا شبہ شاعری کا ترجمہ ایک کٹھن راستہ ہے جسے عبور کرنے کے لیے ترجمے کے اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے ، شاعری کے ترجمہ کرنے کا عمل بہت مشکل ہے جبکہ کسی نثر پارے کا ترجمہ بھی کچھ آسان نہیں ہوتا ، لیکن شاعری پیچیدگیوں کے کئی اسباب ہیں۔

شاعری میں شاعر الفاظ کو بارہا علامت ، اشارے کنائے اور استعارتی معنوں میں استعمال کرتا ہے۔

بسا اوقات الفاظ حقیقی معنوں میں کچھ اور مفہوم دیتے ہیں جبکہ مجازی معنوں میں اُن کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔

شاعری میں شاعر کا اپنا ایک خاص لہجہ (Tone) ہوتا ہے۔اسی طرح شاعری مخصوص موڈ سے تعلق رکھتی ہے۔

ہر نظم کا ایک اندرونی آہنگ ہوتا ہے۔جس سے اُس کا صوتی تاثر بنتا ہے۔

ان تمام پہلوؤں کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہوتا ہے تاکہ شاعری کا ترجمہ S.Language سے T.Language میں کامیابی کے ساتھ ہو سکے۔ جنہیں آسان بنانے کے لیے مشہور مترجم آندرے لیفیور نے ساتھ مختلف قسم کے طریقوں سے حل بتایا ہے۔

۱) صوتی ترجمہ Phonemic Translation

اس قسم کے ترجمہ میں S.Language کے صوتی تاثر کو Target Language میں از سر نو تخلیق (Reproduce) کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔جبکہ اصل مطلب کا قابل قبول نثری ترجمہ ترجمے کی یہ قسم جدید صورت میں اچھی ہے۔ مجموعی طور پر یہ طریقہ اگرچہ مشکل ہے لیکن صحیح مطالب تک پہنچتا ہے۔

۲) ہو بہو لفظی ترجمہ Literal Translation

اس حکمت عملی میں لفظ بہ لفظ ترجمے پر زور دیا جاتا ہے۔اگر چہ اس قسم سے ترجمے کی روح کو نقصان پہنچتا ہے۔

۳) پیمائشی ترجمہ Metrical Translation

وزن کے لحاظ سے، پیمائش کی رو سے ترجمے کا مقصد Source Language کے میٹر یعنی (آہنگ) کو دریافت کرنا ہے۔ لفظی ترجمے کی طرح یہ طریقہ بھی S.L کے متن کے ایک رُخ پر توجہ کرتا ہے مگر کُلی طور پر نہیں۔

۴) شاعر کا نثری ترجمہ Poetry into Prose

ترجمے کی اس قسم میں ترجمے کے ابلاغ آسان ہو جاتا ہے یہ بھی لفظی اور پیمائشی قسم کے ترجموں کی اقسام سے ملتا جُلتا ہے۔

۵)۔ موزوں رِدم کے ساتھ ترجمہ Rhymed Translation :

ترجمے کی اس قسم میں مترجم کو دوہری پابندیاں اٹھانا پڑتی ہیں یعنی میٹر (آہنگ) اور موسقیت/ بحور دونون باتون کا خیال رکھا جائے۔اسطرح کے ترجمے میں اصل کا محض خاکہ بننا ممکن ہے۔

۶)۔آزاد، بلینک ورس ترجمہ Blank Verse Translation

اس قسم کے ترجمے میں ممکنہ دُرستی اور اعلیٰ درجے کی ادبی حیثیت تک رسائی ممکن ہے۔

۷)۔ تشریحی ترجمہ Interpretation Translation

اس قسم کے ترجمے میں S.L کا متن جوہر (Text) بحال رہتا ہے مگر ہیئت تبدیل ہو جاتی ہے کیونکہ مترجم نظم کی نقل تخلیق کرتا ہے جس میں نظم کا عنوان اور خیال اور اس کا اختیامیہ ایک سا ہوتا ہے۔

آندرے لیفیور متن سے ترجمے کو قارئین کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت عمل پر زور دیتے ہیں:

"A systems approach to litetary studies aims at making literary text accessible to the reader, by means of description, analysis, historiography, translation, produced not on the basis of a given, transient poetics (which will, of courses, take great pains to estabilish itself as absolute and eternal), but on the basis of that desire to know, which is itself subject to constraints not dissimilar to the ones operating in the literary system, a desire to know not as literature itself knows, but to know the ways in which literature offers its knowledge, which is so important that it should be shared to the greatest possible extent".

ادبی ترجمہ باالخصوص شاعری کے ترجمے میں محض معنی کی تبدیلی یا ترسیل سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں کیونکہ لفظ معنی کے ساتھ مخصوص ثقافتی تہذیبی فضا وابستہ ہوتی ہے۔ صحیح ترجمہ نہ ہونے کی صورت مین کسی لفظ کے حقیقی معنی کے گم ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔لسانیاتی قواعد کی رُو سے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے Source Language اور Target Language کے مابین ہم پلہ لفظ (Words Equivalent) کے طریقۂ کار کو آزمایا جاتا ہے۔متبادل ہم پلہ لفظ نہ ملنے کی صورت میں مُستعار لفظ (Borrow words) کا طریقہ اپنانا پڑتا ہے۔

علاوہ اس کے Source Language شاعری کے آہنگ کو دوسری زبان میں منتقل کرنا بھی کڑی آزمائش ہے ہرگز کم نہیں۔ جبکہ شاعری میں تمثیل Images اور علامت، تلمیح، استعارے کو ہو بہو منتقل کرنا بھی جان لیوا کام ہے۔جس کے لیے کبھی کبھی مترجم کو شارح بننا پڑتا ہے حالانکہ ترجمہ اور تشریح دو الگ راستے ہیں۔

شاعری کا ترجمہ کرتے وقت ضروری ہے کہ مترجم کسی نظم کو جسے وہ ترجمہ کرنا چاہتا ہے اسے گہرائی سے بغور پڑھے اور اس عمل سے بار بار گزرے تاکہ شاعرانہ Images، شاعری کے آہنگ ، اس کے صوتی تاثر، شاعر کے لہجے میں سرشار ہو جائے۔شاعری کی زبان سے آشانائی حاصل کرے تاکہ وہ شاعر کی زبان الفاظ کے حقیقی مفہوم تک پہنچ سکے۔

"منظوم ترجمے کا عمل "کے عنوان سے ڈاکٹر عنوان چشتی کا مضمون مشمولہ "ترجمے کا فن اور روایت" بہت اہمیت کا حامل ہے اس مضمون کے چیدہ نکات درج ذیل ہیں"۔

- مصنف/شاعر کی طرز فکر اور اس کے فنی طریقۂ کار سے واقفیت۔
- تصنیف /شاعری کے الفاظ' تراکیب' محاورات' استعارے علامتی نظام کو بھی شاعر کی فکر اور فن کے حوالے جاننا۔
- تخلیق اور تخلیق کار کے تہذیبی' تمدنی' معاشی' ثقافتی عہد کو مد نظر رکھنا۔
- تخلیق کار کے عہد کی تحریکات' روایات اور سماجی پس منظر کا مطالعہ
- T.L یعنی جس زبان سے ترجمہ کرنا مقصود ہو اس زبان کی تاریخ سے آگاہی نہایت ضروری ہے۔
- ہر لفظ کا اپنا تہذیبی ثقافتی پس منظر ہوتا ہے لہٰذا تخلیق کار کے شاعری میں برتے ہوئے الفاظ' معنی' تلازمے' املا' تلفظ' محاورہ زبان کا مزاج آشنا ہونا۔
- اصل فن پارے کی گرامر' ساخت' صوتیات' تکنیک' ہئیت اور اسلوب بیاں سے واقفیت۔
- منظوم ترجمہ کی صورت میں علم عروض' شعری اسالیب سے آگاہی یعنی تخلیق کار کے الفاظ کی موسیقیت' لب و لہجہ' زیرو بم' وزن اوزان کی نغمگی کا خیال رکھنا شاعر کے خیال اور جذبے کو بعینہٖ پیش کرنا
- T.L یعنی ترجمہ جس زبان میں کیا جارہا ہے اس زبان میں اگر S.L کا ہم پلہ لفظ موجو دنہ ہوتو خود سے کوئی لفظ بنانے کی بجائے S.L کا لفظ ہی استعمال کیا جائے۔

ایذدا پاؤنڈ جو شاعر اور مترجم کی شہرت رکھتے ہیں اور اُن کا تعلق اُس عہد سے بنتا ہے جب شاعری کو فلسفیانہ نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ترجمے کے ضمن میں وہ اپنے خیالات یوں بیان کرتے ہیں:

"The translation of a Poem having any depth ends by being one of two things: Either it is the expression of the translator, Virtually a new poem, or it is as it were a photograph, as exuct as possible of one side of the statue".

ترجمے کے حوالے سے ان کا نقطۂ نظر ترجمہ کی اہمیت کو بڑی حد تک واضح کرتا ہے اُن کے خیالات نے فن ترجمہ نگاری کی سمجھنے میں بہت مدد دی کہ کسی نظم کی تشریح جس میں گہرائی ہو' وہ دو(۲) نتائج (امور) پر منتج ہوتی ہے۔

- یا تو یہ مترجم کی شخصیت کا اظہار ہوتی ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ نئی نظم بن جاتی ہے
- یا اس کی مثال ایک تصویر کی ہوتی ہے۔یا یوں کہہ لیجئے کہ مجسمے کی ایک طرف کی شکل ہے۔

ایذرا پاؤنڈ کے نظریات کو سمجھنے کے لیے اُن کے کیے گئے تراجم بہت اہم ہیں۔اُن کے خیال کے مطابق کسی متن (Text) کے ثقافتی شعور کو جاننے کے لیے ترجمہ ایک اہم ہتھیار ہے۔اور کسی نظم کا ترجمہ مترجم کے احساسات میں ڈھل کر نئی نظم کی شکل اختیار کر لیتاہے۔

علمی ترجمہ :

علمی ترجمہ سے مراد مختلف علوم کی کتابوں کا ترجمہ جس میں متعلقہ مباحث پائے جاتے ہیں ، مثلا ریاضی ، طبیعیات ، کیمیاء ، حیاتیات ، جغرافیہ ، طب ، و ہندسہ و دیگر علوم کی کتابوں کا ترجمہ کرنا۔

یہ بات فن ترجمہ نگاری کے ماہرین کے نزدیک مسلم ہے کہ علمی ترجمہ اگر ایسا شخص کررہا ہو جو اس موضوع کا ماہر ہو ، متعلقہ موضوع کی اصطلاحات سے واقف ہو تو پھر علمی ترجمہ کوئی زیادہ مشکل کام نہیں، مثلا کوئی طبیب جو عربی اور اردو دونوں زبانوں پر قدرت رکھتا ہو ، طبّی اصطلاحات سے واقف ہو تو وہ بآسانی فن طب کی کسی بھی کتاب کا ترجمہ کرسکتا ہے، بمقابلہ اس شخص کے جو فن طب سے نا آشنا ہو اور صرف عربی و اردو زبان پر عبور رکھتا ہو ، کیونکہ فن سے واقفیت کی وجہ سے طبیب زیادہ واضح اور بے تکلف اسلوب میں مناسب اصطلاحات اور تعبیرات کے ذریعہ مفہوم کو ادا کرسکتا ہے۔

علمی کتابیں مختلف اشکال ، تصاویر ، نقشوں ، جدولوں اور توضیحی اشاریوں پر مشتمل ہوتی ہیں جن کو ماہر فن ہی زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے ، اور زیادہ آسانی سے دوسری زبان میں منتقل کرسکتا ہے۔

علمی ترجمہ کے لئے مترجم میں حسب ذیل صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔

- دونوں زبانوں پر گہری نظر ہو ،
- جس علمی موضوع پر کتاب ہے اس موضوع سے واقفیت ہو۔
- متعلقہ موضوع پر دونوں زبانوں کی فنی اصطلاحات پر دسترس حاصل ہو۔
- حسن تعبیر پر قدرت حاصل ہو۔

اگر کسی علمی کتاب کا ترجمہ کرنا مقصود ہے تومترجم پر فرض ہے کہ پہلے اس کا بغور مطالعہ کرکے اصطلاحات کونشان زد کرے اور پھر ان کی فہرست تیار کرلے ، اس کے بعد موزوں ترجمہ تجویز کرکے ہر جگہ وہی استعمال کرے اس سے ترجمے میں بے ساختگی اور باقاعدگی آتی ہے۔

ترجمہ کے مناہج

نئے دور میں اب جبکہ ترجمہ کو باقاعدہ فن کا درجہ حاصل ہو گیا ہے اور اس حوالے سے بہت سے اصول' نظریات سامنے آچکے ہیں۔ لہٰذامترجمین کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اوپر گذرے ہوئے ان اصول و قواعداور ترجمے مندرجہ ذیل مناہج اور علمی نظریات کو مد نظر رکھیں۔

ترجمہ کرتے وقت مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانے کہ (Text) متن کیا تقاضا کرتا ہے، محض لفظی ترجمہ "Word to word" اب متروک خیال کیا جانے لگا ہے۔

الفاظ کے حقیقی اور بنیادی مآخذ تک رسائی ضروری ہے۔

متن کی حقیقی روح کو بحال رکھنا بھی ایک اہم پہلو ہے۔تاکہ اصل متن (Text) سے وفاداری قائم رہے۔

ترجمے میں کسی بھی طرح کا ابہام بھی ایک خامی ہے جس پر قابو پانا ضروری ہے۔کیوں کہ ترجمہ ایک آرٹ ہے جس کے توسط سے خوبصورت خیالات کی خوبصورتی کو قائم رکھنا ہی کامیابی ہے۔

ترجمہ متن کے مندرجات کا علم' لسانیات کے اصولوں کی واقفیت سے ہی ممکن ہے ، جس کے لیے دونوں زبان T.L، S.L & پر عبور ہونا بھی بہت اہم ہے۔

عربی زبان کے ادباء و مترجمین کے یہاں پائے جانے والے ترجمہ کے اصول کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عباسی دور کے مشہور مورخ و ادیب صلاح الدین الصفدی نے ترجمہ کے دو طریقے بتائے ہیں۔

(ا) متن کے ہر مفرد کلمہ کو دیکھا جائے اور اس کے مفہوم پر غور کیا جائے پھر اس کے بالمقابل عربی زبان میں مفردات کو اس طرح رکھا جائے کہ اس مفہوم کو ادا کر سکیں ، پھر دوسرے کلمہ کو لے یہاں تک کہ ترجمہ کا عمل پورا ہوجائے ، یہ بطریق یوحنا اور ابن ناعم الحمصی کا ترجمہ کرنے کا طریقہ رہا ہے۔

(۲) مترجم متن کے پورے ایک جملہ کو لے اور اس کے معنی و مراد کو ذہن میں اتارے ، پھر مطلوبہ زبان میں اس جملہ کو ادا کردے ، چاہے عبارت کے الفاظ میں یکسانیت ہو یا نہ ہو ، یہ حنین ابن اسحاق اورجوہری کاترجمہ کرنے کا طریقہ رہا ہے ۔

جب ہم انگریزی میں فن ترجمہ نگاری کو اصولِ لسانیات کی رو سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے۔ترجمہ اور اس کا طریقہ کار سے متعلق انگریزی زبان میں کام لسانی بنیادوں پر زیادہ ہوا ہے۔اس لئے جب ہم انگریزی زبان میں ترجمہ کے فن اور طریقہ ہائے ترجمہ کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو اس ضمن میں انگریزی ادب میں کافی مواد مل جاتا ہے۔

"Jean-Panl and Jean Darbelnet" ترجمہ کی Methodology کے بارے میں مندرجہ ذیل طریق ہائے کار بتاتے ہیں۔

۱۔ مستعار طریقۂ کار(Borrowing)

۲۔ لفظ بہ لفظ ترجمہ (Literal Translation)

۳۔ ترسیل (Transposition)

۴۔ ترجمہ کرتے وقت پیغام میں ترمیم کرنا(Modulation)

۵۔ مترادف /مساوی یا ہم پلہ ترجمہ(Equivalleuce)

۶۔حالات کے مطابق ڈھالنا (Adapation)

ان مندرجہ بالا طریقوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو جو بات پہلے طریقۂ کار برائے ترجمہ کے ضمن میں واضح ہوتی ہے۔اس کے مطابق Source Language کی روایات تہذیب و ثقافت کے حقیقی پس منظر کو اجاگر کروانے کیلئے ترجمہ کرتے ہوئے کسی اور اجنبی زبان کے الفاظ مستعار (Borrow) لئے جاتے ہیں۔جس طرح کہ اردوزبان میں بہت سے الفاظ ایسے موجود ہیں جو عربی فارسی' ہندی' ترکی' انگریزی و دیگر مقامی زبانوں کے شامل ہیں۔جس کی وجہ سے بہت سے عربی فارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ اب اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔یہ الفاظ جو صدیوں پہلے مستعار لئے گئے تھے اب اجنبی نہیں بلکہ مانوس لگتے ہیں۔مثال کے طور پر اردو میں انگریزی مستعار لئے گئے الفاظ نیوز' ٹیلی وژن' پین' کمپیوٹر وغیرہ۔

یہ بات اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کسی بھی زبان کا ارتقاء ہمیشہ مستعار الفاظ سے ہی آگے کی جانب بڑھتا ہے اور مستعار الفاظ بذریعہ ترجمہ ہی کسی دوسری زبان میں داخل ہوتے ہیں۔

۲۔لفظ بہ لفظ ترجمہ Literal Translation

ترجمہ کرنے کا یہ براہِ راست طریقہ ہے جس میں (S.L) سے (T.L)میں گرامر' محاورات' الفاظ کا صحیح استعمال کیا جاتا ہے یوں یہ حرف بہ حرف ترجمہ کہلاتا ہے جس میں مترجم کا مقصد واضح ہوتا ہے اور یہ ترجمہ باالخصوص(T.L) کی لسانی

ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ترجمہ کرنے کے اس طریقۂ کار کے مطابق ایک لفظ کا تبادلہ دوسرے لفظ سے معنی کی تبدیلی کے بغیر پیغام کو آگے منتقل کرنا ہے۔

۵۔ترجمہ کرتے وقت پیغام میں Modulation ترمیم کرنا۔

ترجمہ کے اس طریقۂ کار کے تحت متن میں موجود معنی میں ترمیم کر کے (T.L) کا نیا مفہوم سامنے لایا جائے تو اسے ہم Modulation طریقۂ کار کہیں گے اور یہ ترجمہ دو طرح سے ہو گا۔

ا۔لازمی مقرر کردہ ترجمہ (Fixed MOdulation)

۲۔آزادانہ ترجمہ(Free MOdulation)

ان دو اقسام کی وضاحت کرتے ہوئے "Jean Panl" لکھتے ہیں:

"The difference between fixed and free modulation is one degree. In the case of fixed modulation, translatiors with a good knowledge of both languages freely use this method, as they will be aware of the frequency of use, the overall acceptance, and the confirmation provided by a dictionary or grammer of the preferred expression". (8(

یعنی ترجمہ کرتے ہوئے ایک مترجم کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ(T.L+S.L) پر عبور رکھتے ہوئے اس طریقہ کار کو آزمائے کہ تحریری اظہار گرامر اور لغات کی رو سے صحیح ہو جبکہ Free Modulation طریقہ کار کے تحت مترجم ترجمہ کرتے ہوئے ایسی زبان اور الفاظ استعمال کرے جو (S.L) کے متن سے ہم آہنگ تصور ہوں۔اس طریقۂ کار کے مطابق (S.L) میں موجود مواد کی (T.L) کے مواد (تحریر) سے ہم آہنگی اور مطابقت ہونی چاہیے۔جس کے بارے میں Jean Panl لکھتا ہے کہ مترجم کے ترجمے کے بارے میں قاری بول اٹھے کہ:

"Yes, that's exactly what you would say"

۶۔ Equivallence مساوی یا ہم پلہ ترجمہ

ترجمہ نگاری کا مساوی یا ہم پلہ طریقۂ کار کہلاتا ہے جس میں ترجمہ کرتے ہوئے S.L کی تحریر (متن) محض کوئی ایک طریقہ نہیں بلکہ لغت و گرامر کے مختلف حربے آزما کر ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔یوں ایک جیسی تحریر یا متن جن میں مماثلت تو ہو مگر گرامر اور لفظوں کی بناوٹ یا صوت کا انداز (T.L) میں مختلف ہو جس طرح انگریزی میں چوٹ لگنے کی

صورت میں لفظ "Ouch" بولا جاتا ہے جبکہ اردو زبان میں "ہائے یا آہ" اور عربی زبان میں وائے جیسے الفاظ مساوی یا ہم پلہ لفظ استعمال کیئے جاتے ہیں۔اس طرح کے الفاظ ٗ محاورے یا ضرب الامثال Equivallence کی بہترین مثال ہیں جن کا ترجمہ کرتے وقت یہی طریقۂ ترجمہ اپنایا جاسکتا ہے۔

۷۔Adapation یعنی حالات کے مُطابق ڈھالنا۔

یہ طریقہ ترجمہ سازی میں اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب S.L کا متن یا مواد ٗ دوسری زبان یعنی T.L کے اسلوب اور رکلچر سے مختلف ہو تو اس صورت میں ترجمہ سازی کو نئی صورتحال کے مطابق S.L(کی تحریر (متن) کے مطابق Adapation کی ضرورت محسوس ہوتی ہے یہ بھی ایک طرح سے Equivalence تصور کی جائیگی جو صورتحال کی متقاضی ہو گی۔

اگر اس طریقہ کار کا استعمال ترجمہ کے لیے ناگزیر ہو مگر اس کا استعمال نہ کیا جائے تو تحریر یا متن میں دیئے گئے خیالات ٗ لفظوں کی ترتیب اور گرامر پر اثر پڑسکتا ہے۔اگرچہ اس طریقۂ کار کو اپنائے بغیر مترجم ترجمہ کر سکتا ہے مگر یہ ترجمہ نامکمل ہو گا اور اس سے مترجم کی نیک نامی بھی نہ ہوگی ۔

ترجمے کے عمومی تقاضے

جب انسان کوئی کام کسی خاص مقصد کے لئے کرتا ہے تواس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرنے کے لئے کچھ تقاضے بھی پورے کرتا ہے اگر ان تقاضوں کو بطریق احسن نبھایاجائے او ر ان کا مکمل خیال رکھا جائے تووہ مقصد یا کام بہتر طور پر سر انجام دیاجاسکتا ہے۔ اسی طرح ترجمے کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں جن کا پورا کرنا مترجم پر فرض ہوتا ہے۔ یہ تقاضے یا اصول اگر پیش نظر رکھے جائیں تونہ صرف ترجمہ کرنے میں آسانی پیدا ہوسکتی ہے بلکہ ان کے ذریعے ایک عمدہ اور بہتر ترجمہ سامنے آسکتا ہے۔

ترجمے کے یہ تقاضے ہر زبان کے ادب کے لئے بہت اہم ہیں۔اگر ہم ترجمے کے عمومی تقاضوں کا جائزہ لیں تو چند ایک بالخصوص سامنے آتے ہیں۔

ترجمہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جسے اس متعلقہ موضوع یا مضمون سے شغف ہو مثلا کوئی ادیب یا شاعر فلسفے کی کتاب کا بہتر ترجمہ نہیں کرسکتا ہے۔

مترجم کے لئے لازمی ہے کہ وہ دونوں زبانوں پر عبور رکھتا ہو یعنی جس میں ترجمہ کررہا ہے اور جس سے ترجمہ کیا جارہا ہو۔

زبانوں سے واقفیت کے ساتھ مترجم پر لازم ہے کہ وہ ان زبانوں میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اور اچھا انشاپرداز بھی ہو۔

ترجمہ کے ان عمومی تقاضوں کے علاوہ کچھ اور تقاضے بھی ہیں جن کی تقسیم ہم صنف کے اعتبار سے کرسکتے ہیں مثلاادبی ترجمہ ، علمی ترجمہ

ادبی ترجمہ میں الفاظ کے ساتھ ساتھ متن کی روح اور کیفیات ، ادیب کے احساسات و جذبات کو بھی مطلوبہ زبان میں منتقل کرنا ہوتا ہے تاکہ قاری پر وہی اثر مرتب ہو جو اصل متن پڑھنے کے بعد ہوتا ہے۔

ادبی ترجمہ اپنی ساخت کے اعتبار سے بنیادی طور پر دو خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) نثری ترجمہ

(۲) شعری ترجمہ

ادبی نثر کے ترجمہ کے دوران مترجم کو حسب ذیل باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے

ادبی عبارت کا ترجمہ ادبی عبارت کے ذریعہ ہی ہو ، اس طور پر کہ اصل متن کی پوری تصویر اس میں واضح ہو ، کسی پہلو میں جھول نہ ہو ،

ادب پارہ کا ترجمہ اس طرح کیا جائے کہ گویا مترجم خود اس کا تخلیق کار ہو ،

ادبی ترجمہ میں صرف زبان دانی کافی نہیں ہوتی ، بلکہ مترجم میں ادبی ذوق اور ادب کی چاشنی پائی جائے۔

جب تک مترجم اہل زبان کی سی واقفیت نہ رکھتا ہو ، اس وقت تک کسی زبان کے ادب پارہ کا ترجمہ اس کے لئے جائز نہیں۔

مترجم کو چاہئے کہ زبان کے ساتھ ساتھ اہل زبان کی تہذیب و ثقافت اور مزاج سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔

نثری ترجمے کے تقاضے

کسی نثر پارے کا ترجمہ کرتے ہوئے جو تقاضے پیش نظر ہونے چاہئیں وہ درج ذیل ہیں :

نثری ترجمہ کرتے ہوئے ترجمہ کے لئے منتخب کی گئ تحریر کا معیار ہونا اولیت رکھتا ہے۔اگر تحریر معیاری نہ ہوگی تو ترجمہ بھی معیاری نہ ہوگا۔

تحریر میں موجود تمام ایسے الفاظ کے مترادفات لانے کی بھی کوشش کرنی چاہئے جن کے مترادفات پہلے سے موجود نہ ہوں کیونکہ زبان کووسعت اور ترقی دینے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ان مختلف الفاظ کے مترادفات تلاش کئے جائیں جوکہ زیادہ مانوس نہ ہوں۔

نثری تراجم کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی جملہ بہت زیادہ لمبا ہو کہ اس کے ترجمے میں الجھاؤ آتا ہو اور مطالب واضح نہ ہوتے ہوں تواس جملے کو چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹ لیا جائے۔اس کے ساتھ ربطِ الفاظ او رربطِ تحریر کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

ترجمے کے دوران زبان صاف اور تحریرواضح اور سادہ ہونی چاہئے تا کہ پڑھنے والا روانی کے ساتھ اس کو پڑھ کر سمجھ سکے اور اس پر مطلب واضح ہوسکے۔پیچیدہ تحریروں کو بھی عام فہم انداز میں منتقل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ترجمے میں الفاظ ہمیشہ مانوس استعمال کرنے چاہئیں تاکہ تحریر قابلِ مطالعہ ہوسکے نیز جملوں کی ساخت عمدہ ہو نی چاہئے۔

نثری ترجمہ کرتے ہوئے ایک اور بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ اس میں توازن قائم رہے اور ہر قسم کے تعصب سے بچنے کی کوشش کی جائے تب ہی ترجمے میں اصل کی روح سماسکے گی۔

ترجمے میں ایک خاص پریشانی محاورات کے ساتھ درپیش آتی ہے۔ہر زبان میں محاورے بولنے والوں کی روایات اور تہذیبی قدروں کے مطابق ہوتے ہیں وہ جو مفہوم ادا کرتے ہیں، ان کے پیچھے ایک تاریخ ہوتی ہے۔ایک خاص محاورے کے ذریعے ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں بہت ممکن ہے دوسری زبان میں اس خیال کو ادا کرنے کے لیے کوئی محاورہ سرے سے ملتا ہی نہ ہو۔ایسی صورت میں زبردستی عبارت کے حسن کو بگاڑ دیتی ہے۔اس لیے ہمیں اعتدال سے کام لیتے ہوئے محاورے کی جگہ محاورے کی جستجو کی بجائے اپنی ضرورت کے مطابق محاورے کے مفہوم کو مناسب الفاظ سے اور الفاظ کے معنوں کو محاورے کی مدد سے پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ ترجمہ ہونے والی زبان میں کسی خاص محاورے کا مفہوم ملتا ہے تو اس کے لیے صحیح قالب ڈھونڈ نکالنا یقیناً ایک دشوار کام ہوگا۔انگریزی کے قالب میں اردو کے محاورے یا عربی کی ضرب الامثال کے لیے صحیح قالب ڈھونڈنا یقینا جوئے شیر لانے سے کم نہیں، اسی طرح اردو میں بیگمات کی زبان کے ساتھ بھی تقریباً یہی بات ہے جس میں کتنے ہی ایسے الفاظ، فقرے اور جملے مل جائیں گے جنہیں روسی، فرانسیسی، جرمنی یا انگریزی کے قالب میں اتارنا تقریباً ناممکن ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو کے مقابلہ میں ان زبانوں کی عورتوں کی طرزِ زندگی، عادات واطوار، سوچنے اور بات کرنے کے انداز قطعی مختلف ہیں۔اس کے علاوہ مشرق میں بعض رسومات، خاندانی روایات اور رشتوں کے اعتبار سے بہت سی باتیں اور ان کے بیان کرنے کے انداز ایسے ہیں جو مغرب والوں سے میل نہیں کھاتے۔ترجمے کے وقت اگر ان چیزوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ عبارت کے منتہائے کمال پر اثر پڑے یا وہ فضا ہی قائم نہ رہے جو اس تحریر کی جان ہے۔

شعری تراجم کے تقاضے

نثری تراجم کی نسبت شعری تراجم زیادہ محنت طلب ہیں کیونکہ شاعری میں اظہار خیال احساس کے ذریعے ہوتا ہے لہٰذا شعری ترجمہ نہایت باریک بینی کا کام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت طلب بھی۔اس دشوار کام کو سرانجام دینے کے لئے چند اضافی اصولوں اور تقاضوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے جن کے بغیر یہ دشوار کام مزید دشوار ہوسکتاہے۔

شعری تراجم اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ مترجم الفاظ کے عمدہ انتخاب پر بھی دسترس رکھتا ہو اور اس میں مناسب ذوقِ شعری ہو اور ضرورت پڑنے پر نئے الفاظ سے نئی نئی بندشیں بناسکے اورترجمے کے ذریعے اپنی زبان میں الفاظ اور فکر کے نئے نئے امکانا سامنے لاسکے۔

شعر کا ترجمہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جواس بات کی صلاحیت رکھتا ہو کہ وہ اصل شعر کے خیالات کو اپنے احساسات سے گزارسکے یعنی وہ دوسروں کے احساسات کواپنے اوپر طاری کرنے کی صلاحیت رکھتاہو۔

مترجم ترجمہ کرتے ہوئے اصل مصنف کے صرف خیالات کا پابند ہوتا ہے ، الفاظ اورانداز اپنا اختیار کرتا ہے لہٰذا الفاظ سادہ اور عام فہم استعمال ہونے چاہئیں تاکہ قاری کودشواری نہ ہوسکے۔

شعری ترجمہ کرتے ہوئے متعلقہ شعر یا شاعر کا عہداوراس کی تہذیب ومعاشرت سے واقفیت بھی ترجمے کا تقاضا ہے۔

شعری تراجم میں ایک بات جواسے نثری تراجم سے بلند کرتی ہے وہ رموز واوقاف کا خیال اور قوافی وردائف وغیرہ کا اہتمام ہے۔یہ اگرچہ مشکل کام ہے اور اس کے لئے صاحب علم وہنر ہونالازمی ہے تاکہ شاعر بہتر ردیف ، قافیوں کا استعمال کرسکے جس سے شعر میں روانی اورتازگی آسکے۔

جس طرح شاعری کے منظوم تراجم میں قافیہ وردیف کے اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اوزان وبحور کا التزام بھی ناگزیر ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایک مترجم کو علمِ عروض پر بھی عبور ہونا چاہئے بصورت دیگر وہ منظوم ترجمہ کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا۔لیکن یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اوزان وبحور اور قوافی وردائف کی جکڑ بندیوں میں رہتے ہوئے ترجمہ کرنا بہت مشکل ہے۔اس سے اس بات کا پورا امکان ہوتا ہے کہ اصل شاعری کی روح مترجم کے ہاتھ نہ آسکے گی۔۔ گویا منظوم ترجمہ کرنے والے کے لئے یہ ایک کڑاامتحان ہوتا ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے ایک بات ضرور پیش نظر رہنی چاہئے کہ اس میں اصل کی روح مسخ نہ ہونے پائے اورجدت کے ساتھ مصنف کے خیالات سے مکمل ہم آہنگی ہو۔

شعری ترجمے کا ایک اہم تقاضہ یہ ہے کہ ترجمہ کرنے والا اپنے وجود ، اپنے خیال ، جذبے اور قلم کواصل مصنف کے سپرد کردے یعنی اس کے تابع ہوکر اور اس کی سوچ کے مطابق کام کرے۔

بحیثیت مجموعی یہ وہ تقاضے ہیں جو شعر یا نثر پارے دونوں کا ترجمہ کرتے ہوئے پیش نظر رہنے چاہئیں اور ان کو سامنے رکھ کر ہی ایک اچھا مترجم اپنی عمدہ کاوش کو سامنے لا سکتا ہے اور بہترین ترجمہ نگار کی حیثیت حاصل کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ان تمام تقاضوں کو مد نظر رکھ کر ہی ترجمہ نگاری میں سہولت پیدا کی جا سکتی ہے۔

خلاصہ

پچھلے صفحات میں آپ نے ترجمہ کے اصول سے متعلق جو تفصیلات پڑھی ہیں یہاں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ مذکورہ اصول طلباء کے ذہن نشین ہو جائیں۔

ترجمے کے عمل میں پہلا درجہ الفاظ کے صحیح ترجمے تک رسائی ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے الفاظ تلاش کئے جائیں جو عام فہم ہوں اور ابلاغ کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

ترجمہ حتی الامکان تحت اللفظ ہو ، ترجمہ اصل عبارت کا محض خلاصۂ مطلب نہیں ہونا چاہئے ۔

اصل عبارت میں .جملہ اگر اس قدر پیچیدہ اور لمبا ہو کہ اس کے تحت اللفظ ترجمہ کرنے سے معنی میں الجھاؤ پیدا ہو تو ایسی صورت میں جملے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر لینا چاہئے۔

ترجمہ محاورۂ زبان کے مطابق ہونا چاہیے۔ مترجم کو چاہیئے کہ وہ روز مرہ کی زبان کو استعمال کرے۔

ترجمہ میں الفاظ کے وزن اضافی کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ اصل عبارت میں ان کی جو اضافی اہمیت ہے وہ ترجمے میں بھی باقی رہے۔

موضوعات بدل جانے سے ترجمہ نگاری کے اسالیب اور اصولوں میں تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں، چنانچہ ادبی ترجمہ کے اصول علمی ترجمہ سے مختلف ہیں، اسی طرح سے نثر کے ترجمہ کا اسلوب منظوم ترجمہ سے مختلف ہوتا ہے۔

ادبی ترجمہ ترجمہ نگاری کی ایک مشکل ترین قسم ہے جس میں الفاظ کے ساتھ ساتھ متن کی روح اور کیفیات ، ادیب کے احساسات و جذبات کو بھی مطلوبہ زبان میں منتقل کرنا ہوتا ہے تاکہ قاری پر وہی اثر مرتب ہو جو اصل متن پڑھنے کے بعد ہوتا ہے۔

شاعری کا ترجمہ کرتے وقت ضروری ہے کہ مترجم کسی نظم کو جسے وہ ترجمہ کرنا چاہتا ہے اسے گہرائی سے بغور پڑھے اور اس عمل سے بار بار گزرے تاکہ شاعرانہ Images' شاعری کے آہنگ ' اس کے صوتی تاثر' شاعر کے لہجے میں سرشار ہو جائے۔شاعری کی زبان سے آشنائی حاصل کرے تاکہ وہ شاعر کی زبان الفاظ کے حقیقی مفہوم تک پہنچ سکے۔

علمی ترجمہ سے مراد مختلف علوم کی کتابوں کا ترجمہ جس میں متعلقہ مباحث پائے جاتے ہیں ، مثلا ریاضی ، طبیعیات ، کیمیاء ، حیاتیات ، جغرافیہ ، طب ، و ہندسہ و دیگر علوم کی کتابوں کا ترجمہ کرنا۔

علمی ترجمہ اگر ایسا شخص کر رہا ہو جو اس موضوع کا ماہر ہو ، متعلقہ موضوع کی اصطلاحات سے واقف ہو تو پھر علمی ترجمہ کوئی زیادہ مشکل کام نہیں، کیونکہ علمی کتابیں مختلف اشکال ، تصاویر ، نقشوں ، جدولوں اور توضیحی اشاریوں پر مشتمل ہوتی ہیں جن کو ماہر فن ہی زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے ، اور زیادہ آسانی سے دوسری زبان میں منتقل کر سکتا ہے۔

اگر کسی علمی کتاب کا ترجمہ کرنا مقصود ہے تو مترجم پر فرض ہے کہ پہلے اس کا بغور مطالعہ کرکے اصطلاحات کو نشان زد کرے اور پھر ان کی فہرست تیار کرلے ، اس کے بعد موزوں ترجمہ تجویز کرکے ہر جگہ وہی استعمال کرے اس سے ترجمے میں بے ساختگی اور باقاعدگی آتی ہے۔

ترجمہ کرتے وقت مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانے کہ (Text) متن کیا تقاضا کرتا ہے، محض لفظی ترجمہ "Word to word" اب متروک خیال کیا جانے لگا ہے۔ متن کی حقیقی روح کو بحال رکھنا بھی ایک اہم پہلو ہے۔تاکہ اصل متن (Text) سے وفاداری قائم رہے۔

ترجمے میں کسی بھی طرح کا ابہام بھی ایک خامی ہے جس پر قابو پانا ضروری ہے۔کیوں کہ ترجمہ ایک آرٹ ہے جس کے توسط سے خوبصورت خیالات کی خوبصورتی کو قائم رکھنا ہی کامیابی ہے۔

عربی زبان کے مترجمین کے بارے میں ترجمہ کے دو طریقے بتائے گئے ہیں۔

(ا) متن کے ہر مفرد کلمہ کو دیکھا جائے اور اس کے مفہوم پر غور کیا جائے پھر اس کے بالمقابل عربی زبان میں مفردات کو اس طرح رکھا جائے کہ اس مفہوم کو ادا کرسکیں ، پھر دوسرے کلمہ کو لے یہاں تک کہ ترجمہ کا عمل پورا ہوجائے ، یہ بطریق یوحنا اور ابن ناعم الحمصی کا ترجمہ کرنے کا طریقہ رہا ہے۔

(۲) مترجم متن کے پورے ایک جملہ کو لے اور اس کے معنی و مراد کو ذہن میں اتارے ، پھر مطلوبہ زبان میں اس جملہ کو ادا کردے ، چاہے عبارت کے الفاظ میں یکسانیت ہو یا نہ ہو ، یہ حنین ابن اسحاق اور جوہری کا ترجمہ کرنے کا طریقہ رہا ہے ۔

انگریزی میں فن ترجمہ نگاری کو اصولِ لسانیات کی رو سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے۔ترجمہ اور اس کا طریقہ کار سے متعلق انگریزی زبان میں کام لسانی بنیادوں پر زیادہ ہوا ہے۔

"Jean-Panl and Jean Darbelnet" ترجمہ کی Methodology کے بارے میں مندرجہ ذیل طریق ہائے کار بتاتے ہیں۔

ا۔ مستعار طریقۂ کار(Borrowing) ۲۔ لفظ بہ لفظ ترجمہ (Literal Translation) ۳۔ ترسیل (Transposition)

۴۔ ترجمہ کرتے وقت پیغام میں ترمیم کرنا(Modulation) ۵۔ مترادف /مساوی یا ہم پلہ ترجمہ(Equivalleuce)

٦۔ حالات کے مطابق ڈھالنا (Adapation) ان تمام طریقہ ہائے ترجمہ کی تفاصیل گذر چکی۔

ترجمے میں ایک خاص پریشانی محاورات کے ساتھ درپیش آتی ہے۔ ہر زبان میں محاورے بولنے والوں کی روایات اور تہذیبی قدروں کے مطابق ہوتے ہیں وہ جو مفہوم ادا کرتے ہیں، ان کے پیچھے ایک تاریخ ہوتی ہے۔ایک خاص محاورے کے ذریعے ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں بہت ممکن ہے دوسری زبان میں اس خیال کو ادا کرنے کے لیے کوئی محاورہ سرے سے ملتا ہی نہ ہو۔ایسی صورت میں زبردستی عبارت کے حسن کو بگاڑ دیتی ہے۔اس لیے اعتدال سے کام لیتے ہوئے محاورے کی جگہ محاورے کی جستجو کی بجائے اپنی ضرورت کے مطابق محاورے کے مفہوم کو مناسب الفاظ سے اور الفاظ کے معنوں کو محاورے کی مدد سے پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

شعری تراجم اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ مترجم الفاظ کے عمدہ انتخاب پر بھی دسترس رکھتا ہو اور اس میں مناسب ذوقِ شعری ہو اور ضرورت پڑنے پر نئے الفاظ سے نئی نئی بندشیں بناسکے اورترجمے کے ذریعے اپنی زبان میں الفاظ اور فکر کے نئے نئے امکانا سامنے لاسکے۔

بحیثیت مجموعی یہ وہ تقاضے ہیں جو شعر یانثر پارے دونوں کا ترجمہ کرتے ہوئے پیش نظر رہنے چاہئیں اور ان کو سامنے رکھ کر ہی ایک اچھامترجم اپنی عمدہ کاوش کوسامنے لاسکتا ہے اور بہترین ترجمہ نگار کی حیثیت حاصل کرسکتا ہے۔علاوہ ازیں ان تمام تقاضوں کومدنظر رکھ کر ہی ترجمہ نگاری میں سہولت پیدا کی جاسکتی ہے۔

سوالات

1. الفاظ اور عبارت کے ترجمہ کے لئے وضع کئے گئے بنیادی اصول بیان کریں
2. ادبی ترجمہ کی بنیادی اقسام اور ان کے اصول تحریر کریں
3. علمی ترجمہ سے کیا مراد ہے اور علمی ترجمہ کے اصول بتائیں۔
4. عربی زبان کے اہم مترجمین کے یہاں پائے جانے والے طریقوں کو بیان کریں۔
5. ترجمہ کے عمومی تقاضوں کو بیان کریں۔
6. محاورات کے ترجمہ کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کی جانی چاہئے اسے بیان کریں۔
7. شعری ترجمہ کے تقاضوں پر نوٹ تحریر کریں۔